عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ

دارالافتاء

السلام علیکم

میرا نام " عائکہ زبیر نقوی " ہے۔ میرے شوہر کا نام " سلمان ملک ولد " محمد یعقوب ملک " ہے۔ ہماری شادی 9 جولائی [illegible] کو ہوئی۔ میرے شوہر شادی سے پہلے مجھ سے بات چیت کرتے تھے ہماری منگنی تقریباً ایک سال تک رہی۔ مگر ہم ایک دوسرے کو پانچ سال سے جانتے ہیں۔ وہ بالکل ایک نارمل انسان کی طرح مجھ سے گفتگو کرتے تھے۔ شادی کے بھی وہ دن بہت اچھے گزرے۔ اکثر مجھ سے کہتے تھے کہ میں نے تم سے شادی کیوں کرلی۔ یا تم مجھے چھوڑ دو اپنے گھر چلی جاؤ۔ جب میں غصہ کرتی تو کہتے کہ میاں بیوی میں تو ایسا مذاق ہوتا ہے میں مذاق میں یہ کہتا ہوں میں تم کو نہیں چھوڑ سکتا۔

وہ میرے ازدواجی حقوق مکمل طور پر ادا کرتے تھے یا ان سے کبھی بھی انکار ہو یہ بہت اجنبی لگتا تھا۔ بعض دفعہ بہت واضح مجھے محسوس ہوتا تھا کہ یہ جسم تو میرے شوہر کا ہے مگر رویہ و لہجہ آنکھوں کا اجنبی پن، یہ کوئی اور ہے۔ ایک بار میں نے کہا کہ آپ مجھے اجنبی لگتے ہیں تو انہوں نے کہا ہاں میں اجنبی تو ہوں۔ اکثر میرے پاس ہوتے ہوئے بھی غائب دماغ ہوتے مجھے نظر انداز کرتے۔ مجھ سے نظریں چراتے۔ جو شخص میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہوں وہ اب نظریں چرانے لگے۔ مجھے بہت پریشانی ہوئی۔

28 رجب 20 ستمبر ہماری لڑائی ہوئی وجہ وہ فون کال جو وہ آفس سے آنے کے بعد کرتے تھے میرے شوہر آفس سے آنے کے بعد ایک مخصوص نمبر پر کال کرتے دن میں اگر گھر پر ہوتے تو کئی کئی بار کال کرتے۔ فون رکھنے کے بعد ان کا رویہ مجھ سے بہت خراب ہو جاتا تھا۔ بلاوجہ لڑائی کرتے۔ 24 ستمبر کو میں نے اپنے شوہر کو ان کی آفس کی اس لڑکی (امبر) کے ساتھ دیکھا میں نے اس لڑکی کو فون کرکے منع کیا تو اس نے مجھ سے بدتمیزی کی اور کہا کہ تمہارا شوہر خود میرے پیچھے

آتا ہے اور مجھے خون کرتا ہے۔ میں نے بھی نہیں کیا۔ گھر آنے کے
بعد میں نے اپنے شوہر سے تذکرہ کیا ان کی بہت جنونی کیفیت
تھی کہنے لگے اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے میں اس کو
لیز کرتا ہوں۔ تم اس گھر سے نکل جاؤ۔ اور بہت روئے
انہوں نے اپنا بستر کمرے سے باہر کرلیا۔ مطلب مجھ سے الگ
سونے لگے۔

اسکے بعد جب ان کو دورہ پڑتا تو ان کی کیفیت عجیب
ہوتی۔ جسم ٹھنڈا ہوتا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں
روتے تھے اور کسی سے آنکھ ملا کر بات نہیں کرتے تھے۔
اس کیفیت میں ایک بار انہوں نے تصویریں پھاڑ دیں
ان کی والدہ نے ان کے پیر پکڑے ان کے آگے ہاتھ جوڑے
مگر انہوں نے کوئی اثر نہیں لیا۔ یہ کیفیت ہمیشہ مغرب
سے رات 11:30 تک ہوتی تھی۔ صبح بالکل نارمل ہوتے سب
سے بات کرتے مگر نہ میری طرف دیکھتے نہ مجھ سے کلام کرتے۔

دو معتبر شخصیات نے اس بات کی گواہی دی
کہ میرے شوہر کو آفس کی اس لڑکی نے کسی میٹھی چیز میں
کوئی تعویز گھول دیا ہے تاکہ وہ مجھ سے بدظن ہو جائیں۔

آفس کی یہ لڑکی ان کی بہت دور کی جاننے والی
ہے۔ یہ آفس میں اس کی سپورٹ کرتے تھے اس لڑکی کی
وجہ سے کئی دفعہ آفس میں پرابلم ہوئیں مگر میرے شوہر
نے اسکو سپورٹ کیا صرف اس وجہ سے کہ یہ لڑکی غریب
گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اور اپنے گھر والوں کی کمائی
اور سہارا ہے۔ میں اپنے شوہر کو منع کرتی تھی کہ بے وجہ اسکی حمایت
نہ کریں۔ اس لڑکی نے اسی وجہ سے میرے شوہر کو تعویز کے ذریعے
اپنا حمایتی کرلیا۔

ان کا علاج شروع ہوا وہ خود تو راضی نہیں ہوئے
مگر میرے بھائی اور میرے ذریعے سے ان کا علاج ہوا جیسا جیسے

تاریخ نامکی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان
				3

ان کا اثر ختم ہو رہا تھا وہ نارمل ہو رہے تھے مجھ سے بات کرنا اور آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے تھے۔ مگر مکمل طور پر وہ ٹھیک نہیں ہوئے
اسی کیفیت میں انہوں نے 29 ستمبر کو مجھ سے کہا کہ
"تم میری طرف سے آزاد ہو" یہ بات ان کو یاد تو ہے مگر
کیوں اور کس وجہ سے کہی ان کو یاد نہیں کہتے ہیں کہ یہاں
میری طلاق کی نیت تھی۔ اسی دن شام کو انہوں نے کہا
کہ "عائشہ میں نے تم کو طلا..." یہ جملہ مکمل ہونے سے
پہلے ہی میں نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پھر میرے دیور
"عدیل عظیم" (میرے شوہر کا ماموں زاد بھائی) نے ان کے منہ
پر ہاتھ رکھ دیا۔ میری ساس اور عدیل گواہ ہیں کہ دوسری
طلاق مکمل نہیں ہوئی۔

سوال نمبر 1 : میرے شوہر کہتے ہیں کہ پہلی طلاق میں نے کس وجہ سے
دی مجھے کچھ یاد نہیں یہاں مگر میری نیت یہ تھی کہ میں گھر
چلی جاؤں۔ کیا طلاق ہو گئی۔

سوال نمبر 2 : دوسری طلاق کے الفاظ مکمل نہیں ہوئے چاہے انہوں نے
دل میں کہے ہوں مگر میں نے نہیں سنے۔ کیا دوسری طلاق
ہو گئی؟

سوال نمبر 3 : کیا بغیر کسی وجہ سوچے سمجھے طلاق دی جائے تو طلاق ہو جاتی
ہے؟

سوال نمبر 4 : سفلی جادو کے اثر میں کوئی شخص ہے جب اثر ختم ہونا ہے اور
وہ شخص حواسوں میں آتا ہے اور اسکو یاد دلایا جاتا ہے
کہ تم نے یہ کام کیا ہے۔ طلاق دی ہے مگر وہ شخص صرف

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ

-- --

شک وشبہ میں ہے کہ آیا میں نے طلاق دی ہے یا نہیں تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 5 : کیا دل میں سوچ لیا جائے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں تو کیا طلاق ہو جاتی ہے یا زبان سے الفاظ کا ادا ہونا ضروری ہے۔ اگر الفاظ کا ادا ہونا ضروری نہیں ہے تو بیوی کو کیسے پتہ چلے گا کہ میرا شوہر مجھے طلاق دے چکا ہے۔

سوال نمبر 6 : پہلی طلاق کا کیا حکم ہے جبکہ میرے شوہر آدھی ہوش میں تھے اور آدھے اس سفلی جادو کے اثر میں تھے۔

اب میرے شوہر اپنا علاج (روحانی) کروا رہے ہیں کہ ان کو اب ہم باتیں بتاتے ہیں تو اکثر باتوں پر وہ حیران ہوتے ہیں کہ یہ میں نے کہی ہیں یا یہ کام میں نے کیا ہے۔ کچھ باتیں یاد تو ہیں مگر ان کے پیچھے کیا مقصد تھا یہ کچھ ان کو یاد نہیں ہے۔ تھوڑی سی باتیں یاد ہیں۔

محترم میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے اس مسئلے کا حل بتا دیں۔ مجھے کتنی طلاقیں ہوئی ہیں؟ میرے لیے کیا حکم ہے؟ مجھے عدت گزارنی ہے تو کس گھر میں گزارنی ہے؟

شکریہ

ایک فریادی بیٹی

عاتکہ زبیر نقوی

6318827 -

ناظم بذریعہ فون
بیوی کو برے منہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے خاموشی اختیار کی، طلاق کے الفاظ مکمل نہیں نکلے جس بات کا تذکرہ میرے شوہر بھی [illegible]

[illegible]
2/10/06

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتویٰ

الجواب حامداً ومصلیاً

۱تا۶ـــ مسئولہ صورت میں اگر آپ کے شوہر نے پہلے جملے "تم اس گھر سے نکل جاؤ" سے طلاق کی نیت کی تھی تو اس سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور دوسرے جملے "تم میری طرف سے آزاد ہو" سے بہرحال ایک طلاق واقع ہوگئی خواہ اس سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو، اس صورت میں آپ پر دو طلاق بائنہ سمجھی جائیں گی جن کا حکم یہ ہے کہ عدت کے بعد کسی دوسری جگہ نکاح کیا جاسکتا ہے اور باہمی رضامندی سے باضابطہ ایجاب و قبول اور دو گواہوں کے سامنے جدید مہر کے ساتھ (نکاح کرکے) اسی شوہر کے ساتھ بھی رہ سکتی ہیں لیکن اس صورت میں آپ کے شوہر کو آئندہ صرف ایک طلاق کا حق حاصل ہوگا اور اگر آپ کے شوہر نے پہلے جملے یعنی "تم اس گھر سے نکل جاؤ" سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس صورت میں صرف دوسرے جملے یعنی "تم میری طرف سے آزاد ہو" سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ بغیر نکاح جدید کے عدت کے اندر اندر رجوع ہوسکتا ہے اور چونکہ تیسرے جملے "عائشہ میں نے تم کو طلا ....." میں لفظ طلاق مکمل نہیں ہوا تھا اس لئے اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی نیز یاد رہے کہ بغیر کوئی وجہ سوچے سمجھے طلاق دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے البتہ صرف دل میں سوچنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

فی الهداية: ۲/ ۳۹۴، ۳۹۹

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في العدة۔ وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها لأن حل المحلية باق لأن زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله، ومنع الغير في العدة لاشتباه النسب اھ

وفی الدر المختار: ۳/ ۲۹۸، ۳۰۰

فنحو اخرجي واذهبي وقومي تقنعي تخمري استتري انتقلي ..... يحتمل ردا ..... وفي الغضب توقف الأولان إن نوى وقع وإلا لا اھ

وفی الشامية: ۳/ ۲۹۹

ثم فرق بينه وبين سرحتك فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فإذا قال "رهاكردم" أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق اھ

وفی فتح القدير: ۳/ ۳۲۵، ۳۲۶

وركنه (أي الطلاق) نفس اللفظ اھ

وفی الخانية: ۱/ ۴۶۳

رجل قال لامرأته أنت طال ونوى به الطلاق يقع الطلاق ولو قال أنت طاق لا يقع به شيء وإن نوى لأن حذف آخر الكلام معتاد في العرب وقال الفقيه أبو القاسم رحمه الله تعالى لو أن أعجمياً قال ذلك بالفارسية وحذف الحرف الآخر لا يقع وإن نوى لأنه غير معتاد في العجم ..... وقال الصدر الشهيد رحمه الله تعالى

(بقیہ ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں)

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

تبویب	مضمون سوال وجواب	نام و پتہ مستفتی
	لا فرق بین العربیة والفارسیة — اھ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب	

بندہ طاہر اقبال غفراللہ لہٗ

دار الافتاء - دار العلوم کراچی ۱۴

۲۵-۸-۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد المنان عفی عنہ

۲۶-۸-۱۴۲۵ھ

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

محمد عبداللہ عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۲۶-۸-۱۴۲۵ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۲۳/۱۱۶۴

تاریخ ۲۶/۸/۲۵

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفراللہ لہ

۲۶-۸-۱۴۲۵ھ

في مجمع الانهر (ج:٢ ص ١٢) : وفي المحيط قال أنت طال بترخيم القاف حالة الرضا لا يقع ما لم ينو لأنه كالكناية ولو قال يا طال يقع وإن لم ينو لأن الترخيم يجرى كثيرا في المنادى فصار كأنه أفصح بالقاف.

في الفتاوى الهندية : (ج: ١ ص ٣٥٦)

ولو حذف القاف من طالق فقال أنت طال فإن كسر اللام وقع بلا نية وإلا فإن كان في مذاكرة الطلاق أو الغضب فكذلك وإلا توقف على النية وإن حذف اللام فقط فقال أنت طاق لا يقع وإن نوى وإن حذف اللام والقاف بأن قال أنت طا وسكت أو أخذ إنسان فمه لا يقع وإن نوى كذا في البحر الرائق.

في الشامية (ج: ٣ ص ٢٥٦)

قوله أو أنت طال بالكسر أى فإنه يقع بلا نية بخلاف أنت طاق بحذف اللام فلا يقع لأن حذف آخر الكلام معتاد عرفا تاترخانية. قوله وإلا توقف على النية أى وإن لم يكسر اللام في غير المنادى توقف الوقوع على نية الطلاق أى أو ما في حكمها كالمذاكرة والغضب كما في الخانية.

وفي كنايات الفتح أن الوجه إطلاق التوقف على النية مطلقا لأنه بلا قاف ليس صريحا بالاتفاق لعدم غلبة الاستعمال ولا الترخيم لغة جائز في غير النداء فانتفى لغة وعرفا فيصدق قضاء مع اليمين إلا عند الغضب أو مذاكرة الطلاق فيقع قضاء أسكنها أو لا وتمامه فيه قلت وما قدمناه آنفا عن التاترخانية من أن حذف آخر الكلام معتاد عرفا يفيد الجواب فإن لفظ طالق صريح قطعا فإذا كان حذف الآخر معتادا عرفا لم يخرجه عن صراحته وقد عد حذف آخر الكلمة من محسنات الكلام وعده أهل البديع من قسم الاكتفاء ونظم فيه المولدون كثيرا ومنه ابن النحاة لعاشق ابن النجا وأيضا فإن إبدال الآخر بحرف غيره كالألفاظ المصحفة المتقدمة لم يخرجه عن صراحته مع عدم غلبة الاستعمال فيها وما ذاك إلا لكونها أريد بها اللفظ الصريح وأن التصحيف عارض لجريانه على اللسان خطأ أو قصدا لكونه لغة التكلم وهذا ما ظهر لفهمي القاصر كما لو تهجى به أى فإنه يتوقف على النية وقد مر بيانه فافهم

فی فتح القدیر (ج:٣ص ٤٧ بیروت)

وأما طال بلا قاف فأطلق بعضهم الوقوع به وفصل بعضهم فقال مع إسكان اللام يحتاج إلى النية ومع كسرها يقع بلا نية والوجه إطلاق التوقف على النية مطلقا لأنه بلا قاف ليس صريحا لعدم غلبة الاستعمال ولا الترخيم لغة جائز في غير النداء فانتفى لغة وعرفا فيصدق قضاء مع اليمين هذا في حالة الرضا وعدم مذاكرة الطلاق أما في أحدهما فيقع قضاء أسكنها أو لا وفيه أيضا النظر المذكور لأنه إيقاع بلا لفظ له ولا لاعوضه ليكون كناية وليس بمجاز فيه وهذا البحث يوجب أن لا يقع به أصلا وإن نوى ومثل هذا البحث يجري في التطليق بالتهجي كانت ط ا ل ق لأنه ليس طلاقا ولا كناية لأن موضوعها يحتمل أشياء وأوضاع هذه المسميات هي حروف ولذا لو قرأ آية السجدة تهجيا لا يجب السجود لأنه ليس قرآنا ولا مخلص إلا بعدم اشتراط غلبة الاستعمال في الصريح والاكتفاء فيه بكون اللفظ دالا عليه وضعا أو عرفا وحينئذ يقع بالتهجي في القضاء ولو ادعى عدم النية وكذا بطال بلا قاف.

فی فتاوی قاضیخان (٣٩٣)

رجل قال لامرأته أنت طال ونوى به الطلاق يقع الطلاق ولو قال أنت طاق لا يقع شيء وإن نوى لأن حذف آخر الكلام معتاد في العرب وقال الفقيه أبو القاسم رحمه الله تعالى لو أن عجمياً قال ذلك بالفارسية وحذف الحرف الآخر لا يقع وإن نوى لأنه غير معتاد في العجم ولهذا قالوا لو قال لعبده توآزا ولم يذكر الدال لا يعتق وإن نوى وقال الصدر الشهيد رحمه الله تعالى لا فرق بين العربية والفارسية إذا نوى صحت نيته وهذا كله إذا قال أنت طال لا بكسر اللام وإن قال بكسر اللام يقع الطلاق وإن لم ينو ويكون الإعراب قائماً مقام الحرف هذا إذا لم يكن في حال مذاكرة الطلاق ولا في حال الغضب وإن كان ذلك في حال مذاكرة الطلاق أو في حالة الغضب يقع الطلاق وإن لم ينو ولو قال أنت طا وسكت أو أخذ انسان فمه لا يقع الطلاق وإن نوى لأن العادة ما جرت بحذف حرفين من الكلام.